عورتیں اور بازار

اُمِّ عبدِ مُنیب

مشربہ علم و حکمت

عورتیں اور بازار

اُمِّ عبدِ منیب

ناشر:
مشربہ علم و حکمت
کامران پارک رشیدیہ کالونی نزد منصورہ ملتان روڈ لاہور
0321-4609092

جمیع الحقوق محفوظة

عورتیں اور بازار

اہتمام ـــــــــــ محمد عبد منیب
ناشر ـــــــــــ مشربہ علم وحکمت
قیمت ـــــــــــ 32:00

برائے رابطہ: حافظ مستغفر الرحمن فون: 0321-4213089

☆ دار الکتب السلفیة اقراء سنٹر غزنی سٹریٹ اُردو بازار لاہور
Ph.: 042-37361505-37008768
Cell: 0333-4334804

☆ اسلام آباد مکان نمبر 264 گلی نمبر 90 سیکٹر i-8/4 اسلام آباد۔
فون: 0300-5148847

البلاغ
لوئر گراؤنڈ لینڈ مارک پلازہ جیل روڈ لاہور
042-35717842-3,0300-8880450
6GL نیو لبرٹی ٹاور بالمقابل جمیں ماڈل ٹاؤن لنک روڈ لاہور
042-35942233,35942277,0300-6112240

شالیمار سینٹر F-8 مرکز اسلام آباد
051-2281420,0300-5205050
عثمان پلازہ سواں روڈ G-10 مرکز اسلام آباد
051-2224146-7,0300-5205060

فہرست

عورتیں اور بازار ۴
بازار شیطان کے انڈے دینے کی جگہ ۷
دورِ حاضر کے بازار ۸
دکان داروں کے نت نئے ہتھکنڈے ۹
دکان داروں کا پرتکلف لہجہ ۹
بازار گھٹیا تہذیب کا گڑھ ۱۰
عورتوں میں بازار جانے کا رجحان ۱۲
دیکھا دیکھی ۱۳
تنہا کی بجائے جماعت بن کر جانا ۱۳
مردوں کی خریداری کو ناپسند کرنا ۱۴
اچھی اور سستی خریداری کا زعم ۱۴
رنگین دنیا کی سیر کی خواہش ۱۶
بازار جانے میں فخر محسوس کرنا ۱۶
خریداری کے سو بہانے ۱۷
عورت کے مسجد میں جانے کی شرائط ۱۸
عورتوں کے بازار جانے کے نقصانات ۲۱
شوقیہ مول لی ہوئی ذمہ داری ۲۱
سادگی اور قناعت سے تہی دامنی ۲۲
شوہر سے جھگڑوں کا سبب ۲۳
مال کا ضیاع ۲۴
وقت کا ضیاع ۲۴
شیطان کا عورت کو خوش نما کر کے دکھانا ۲۵
ضرورت کے وقت بازار جانا ۲۵
ضرورت کیا ہے؟ ۲۷
امیرِ شہر کی ذمہ داری ۲۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عورتیں اور بازار

سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے کسی شخص نے سوال کیا: یا رسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ کو کون سے علاقے محبوب ہیں اور کون سے علاقے مبغوض (ناپسند)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے معلوم نہیں، میں جبرائیل علیہ السلام سے پوچھ کر بتاؤں گا۔ پھر جبرائیل علیہ السلام نے آپ کو خبر دی:

اِنّ اَحَبُّ الْبِقَاعِ اِلَى اللّٰهِ الْمَسَاجِدِ وَاَبْغَضُ الْبِقَاعِ اِلَى اللّٰهِ الْاَسْوَاقِ۔

"بے شک اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ محبوب علاقے مسجدیں ہیں اور اللہ تعالیٰ کی سب سے زیادہ ناپسند جگہیں بازار ہیں"۔

(بزار، احمد، حاکم نے اسے صحیح کہا۔ بروایت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ مختصر الترغیب والترہیب)

سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ ہی سے ایک روایت میں ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور پوچھا: یا رسول اللہ ﷺ تمام شہروں میں سے برا شہر کون سا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: لَا اَدْرِیْ (میں نہیں جانتا) پھر جبرائیل علیہ السلام آپ کے پاس آئے تو آپ نے ان سے پوچھا۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا، میں نہیں جانتا یہاں تک کہ میں اپنے رب سے نہ پوچھ لوں؟ جبرائیل علیہ السلام چلے گئے اور جتنی مدت اللہ نے چاہا وہ رکے رہے (یعنی نہ آئے) پھر تشریف لائے اور کہا: یا محمد ﷺ آپ

نے مجھ سے بدترین شہر پوچھا تھا۔ میں نے کہا تھا کہ میں نہیں جانتا۔ میں نے اپنے رب سے بدترین شہر کے بارے میں پوچھ لیا ہے، وہ فرماتا ہے: اَسْوَاقُهَا یعنی زمین پر موجود تمام بازار بدترین جگہ ہیں۔

(مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، کتاب البیوع، باب ما جاء فی الاسواق، ۷/۴/۷، ہیثمی نے کہا، مسند احمد، ابو یعلی اور مسند بزار کے راوی صحیح ہیں، سوائے عبداللہ بن محمد بن عقیل کے وہ حسن الحدیث ہے۔ ملاحظہ ہو المستدرک الصحیحین، کتاب العلم۔ الاحسان فی تقریب صحیح ابن حبان: ۱۵۹۹، فتح الباری: ۱۳/۲۹۰)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

أَحَبُّ الْبِلَادِ إِلَى اللّٰهِ مَسَاجِدُهَا وَأَبْغَضُ الْبِلَادِ إِلَى اللّٰهِ أَسْوَاقُهَا۔

”تمام جگہوں میں سے اللہ کی محبوب ترین جگہیں مساجد ہیں اور اللہ کی سب سے زیادہ ناپسندیدہ جگہیں بازار ہیں۔“ (صحیح مسلم کتاب المساجد، باب: ۲۳۰، ح: ۱۴۳۰، ابن حبان: ۱۶۰۰۔ مسلم: ۶۷۱۔ احمد: ۴/۸۱ عن جبیر بن مطعم۔ حاکم: ۱/۹۰، ۸۹)

اللہ تعالیٰ نے بازار کو ناپسندیدہ ترین جگہ قرار دیا اور رسول اللہ ﷺ نے بھی حالانکہ اس دور میں لمبی چوڑی دکانیں ہوتی تھیں نہ کاؤنٹر، نہ روشنیاں نہ رقص وسرود، نہ سیلز گرل ہوتی تھیں نہ خریداری کے لیے بیوٹی پارلر سے تیار ہونے والی عورتیں۔ دکان دار کھلی جگہ پر اپنی اپنی چیزیں رکھ کر بیٹھ جاتے اور بیچنے کے بعد گھروں کی راہ لیتے۔

ہماری موجودہ تہذیب کی حالت اس قدر افسوس ناک ہے، شہروں میں

کوئی گلی، کوئی محلہ، کوئی کالونی، ایسی نہیں جہاں بازار نہ ہو۔

یاد رہے کہ جہاں بھی چند دکانیں ہوں وہ جگہ بازار کہلاتی اور بازار بن جاتی ہیں البتہ صرف ایک دو دکانیں ہوں تو پھر وہ بازار نہیں محلہ ہی کہلائے گا۔ گویا ہم نے خود اپنے ہاتھوں اپنے شہر اور محلوں کو بازار جیسی بدترین جگہوں میں تبدیل کر دیا ہے۔ نیز یہ سب بازار رات بھر اور دن بھر کھلے رہتے ہیں۔ لوگوں کے ٹھٹ کے ٹھٹ بازاروں کا رخ کرتے نظر آتے ہیں۔

رہیں اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ جگہیں مساجد! جن کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے ہمیں یہ بھی خبر دی کہ وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ بِالْمَسَاجِدِ اور جس شخص کا دل مسجد ہی میں اٹکا رہے (یعنی ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرے) آخرت والے دن جب کوئی سایہ نہیں ہوگا اسے اللہ کے عرش کے سائے میں جگہ دی جائے گی۔ (بخاری، کتاب الاذان: ۶۶۰۔ مسلم، کتاب الزکاۃ: ۱۰۳۱)

جی ہاں! ان مساجد کی ویرانی کا یہ حال ہے کہ اکثر مساجد کا اذان دینے کے لیے تالا کھولا جاتا ہے، چند نمازی آتے ہیں اور نماز کے بعد دوبارہ تالا لگا دیا جاتا ہے۔ مساجد تو وہ جگہیں ہیں جہاں ہر وقت رحمت کے فرشتے پرے باندھ کر آتے رہتے ہیں اور نمازیوں کی صفوں پر رحمت بھیجتے رہتے ہیں۔ مسجد میں موجود ہر وہ بندہ جو اللہ کا ذکر کرتا ہے فرشتے اس کی مجلس میں آ کر بیٹھتے ہیں۔ مساجد میں آنے والا گھر سے جب پہلا قدم باہر رکھتا ہے، اسے اللہ کی رحمت اور فرشتوں کا ساتھ مل جاتا ہے، مسجد کے دروازے پر فرشتے اس کا استقبال کرتے اور اس کا نام درج کرتے ہیں۔ مسجد میں ہونے کی وجہ سے انسان خود بخود ذکر الٰہی کی طرف مائل رہتا اور گناہ سے

بچتا رہتا ہے۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے عقل مند لوگ میرے قریب ہوں، پھر وہ لوگ جو ان کے قریب ہیں، پھر وہ لوگ جو ان کے (عقل وفہم میں) قریب ہیں۔ (صفیں سیدھی کرلو) اور اختلاف نہ کرو اس سے تمہارے دلوں میں اختلاف پیدا ہو جائے گا اور اپنے آپ کو بازاروں کے شوروشغب سے محفوظ کرو۔ وَاِیَّاکم وَھِیْشَاتِ الاسواق

(جامع ترمذی: ۲۲۸ مطبوعہ دارالسلام)

معلوم ہوا کہ ایک اچھے مسلمان کو مساجد میں جماعت کے ساتھ نماز کے لیے حاضر ہونا چاہیے اور اسے بازاروں میں کم از کم جانا چاہیے تاکہ وہ ان کے شوروشغب اور وہاں کی ہر طرح کی کمینگی کو نہ دیکھے نہ اس پر اس کا کوئی اثر ہو۔

بازار شیطان کے انڈے دینے کی جگہ:

سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مرفوعا روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَا تَکُنْ اَوّلَ مَنْ یدخلَ السّوق ، وَلَا اٰخِرَ مَنْ یَخْرُجُ مِنْهَا ، فِیْهَا بَاضَ الشَّیْطَانُ وفَرَّخَ۔

"تو بازار میں سب سے پہلے داخل ہونے والا نہ ہو اور نہ ہی اس سے سب سے آخر میں نکلنے والا، اس لیے کہ اس میں شیطان انڈے اور بچے دیتا ہے۔"

(مسلم، کتاب الفضائل الصحابہ، باب من فضائل ام سلمۃ ام المومنین رضی اللہ عنہا، ح: ۲۴۵۱)

بازار جہاں شیطان اپنے انڈے اور بچے دینے کا کام کرتا ہے، غور کیجیے وہ

کتنی بری، قبیح اور خراب جگہ ہوگی۔ شیطان وہاں لوگوں کو اپنے شکنجے میں کس طرح جکڑتا ہوگا۔ بہن عامرہ احسان نے کتنی اچھی بات کہی کہ بازار جانا دراصل بیت الخلاء میں جانے کی مانند ہے۔ جس طرح بیت الخلاء میں اس وقت جاتے ہیں جب دیکھتے ہیں کہ اب گئے بغیر چارہ نہیں۔ نیز جانے سے پہلے دعا پڑھ کر شیاطین سے پناہ مانگتے ہیں اور جیسے ہی حاجت پوری ہوتی ہے فوراً باہر کی طرف لپکتے ہیں۔

دورِ حاضر کے بازار:

دورِ حاضر میں بازاروں میں بہت سی راہزن جان و مال و ایمان خرافات پیدا ہو چکی ہیں مثلاً

☆ جگمگ کرتے سائن بورڈ اور ان پر بنی سنوری ننگی عورتیں اور رومان انگیز جملے

☆ اشیائے ضرورت کی بجائے اشیائے تعیش کی بھرمار۔

☆ ڈیک پر گانوں کی شیطانی آوازیں، ٹی وی پر رقص و سرود اور میچوں کی کمنٹری

☆ دکانوں پر رنگارنگ بلبوں اور فانوسوں کی روشنیاں جو مصنوعات کو چکا لشکا کر خریدار کو متوجہ کرتی ہیں۔

☆ اکثر چیزوں کے رومان انگیز نام۔

☆ جذبات میں واہیات قسم کے ہیجان پیدا کرنے والی مصنوعات۔

☆ جھوٹ کی بنیاد پر مال فروخت کرنے کے مختلف خوب صورت ہتھکنڈے۔

☆ دکانداروں کا عورتوں کے ساتھ دل کش لہجہ۔

☆ جیب کتروں، ٹھگوں اور دلالوں کے دل فریب جھانسے۔

☆ بچوں کو اغوا کرنے والوں کی تاکتی ہوئی نظریں۔

☆ عورتوں کو شیشے میں اتارنے اور ان سے دل بہلانے کے پُرفریب اور ذومعنی مکالمے اور حرکات۔

☆ نیم برہنہ، بنی سنوری عورتیں اور بنے سنورے مرد۔

☆ مردوں، عورتوں اور بچوں کا اس قدر ہجوم کہ کھوے سے کھوا چھلے، جس میں نہ مرد کی تمیز نہ عورت کا امتیاز۔

دکان داروں کے نت نئے ہتھ کنڈے:

دکان دار بھی عوام کی نفسیات سے واقف ہیں۔ صنعت کار اور سرمایہ دار کو اپنی جیب بھرنے سے غرض ہے لہٰذا وہ خریداری بڑھانے کے چکر میں بہت سے چکر چلاتے ہیں۔

☆ ہر چیز کا ہر ماہ ایک نیا ڈیزائن متعارف کرانا تاکہ لوگ ضرورت دیکھنے کی بجائے ڈیزائن دیکھ کر خریداری کریں۔

☆ انعامات کا لالچ دینا جو سراسر جھوٹ، جوا اور سود ہوتا ہے۔

☆ اتوار بازار، جمعہ بازار، عید بازار، بسنت بازار، رمضان بازار، نمائش اور جشنِ بہاراں کے نام پر تشہیر کرنا۔

☆ سیل کا ڈھنڈورا پیٹ کر اپنا مال فروخت کرنا۔ پاکستانی عوام یہ بھی نہیں جانتے کہ سیل کا مطلب بیچنا ہے نہ کہ سستا بیچنا۔ پھر بھی وہ سیل کے نام پر دکانوں پر ٹوٹ پڑتے ہیں اور بغیر ضرورت کے سستے کے چکر میں اپنی جیب خالی کر کے دکان دار کی جیب بھر دیتے ہیں۔

دکان داروں کا پُرتکلف لہجہ:

یوں تو دکان دار ہر گاہک سے اخلاق سے پیش آتے ہیں تاکہ گاہک دوبارہ ان کے پاس آئے لیکن خواتین کو دیکھ کر ان کے لہجے میں مٹھاس، رویے میں بناوٹ، آنکھوں میں شرارت اور دل میں خواہشِ حیوانی ابھر آتی ہے۔ وہ عورت سے بات کرنے اور تادیر اس سے مول تول کرتے رہنے کی کوشش کرتے ہیں۔ بعض مرد تو دکان لگاتے ہی اس لیے ہیں کہ عورتیں ان کے پاس آئیں اور خاص طور پر انہی چیزوں کی دکان لگاتے ہیں جو عورتوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ مثلاً چوڑیاں، جیولری، زنانہ کپڑے، میک اپ کا سامان، وغیرہ۔ دکان دار عورت کی قربت، عورت کی بات، عورت کے کھنکتے زیورات اور اس کے سراپے سے اٹھتی ہوئی خوشبوؤں سے مزا لیتے ہیں۔ بعض اوقات دوطرفہ پسندیدگی کے اشارے بھی کیے جاتے ہیں اور پھر عورت بار بار اسی دکان پر خریداری کے بہانے آتی ہے۔

بازار گھٹیا تہذیب کا گڑھ:

بازاروں میں دکان چلانے والے، ریڑھیاں لگانے والے، پھیری لگانے والے، فٹ پاتھوں پر بیٹھ کر سامان بیچنے والے، ملازم لڑکے، گاڑیوں کے شیشے صاف کرنے والے، جوتے پالش کرنے والے، بھیک مانگنے والے، کھانے پینے کی دکانوں پر کام کرنے والے خانساماں، چوکیدار، ڈرائیور، مزدوری کی تلاش میں آئے ہوئے، درزی، مشینوں کے پرزے ٹھیک کرنے والے، یہ سب لوگ وہ ہوتے ہیں جنہیں دین کی سمجھ تو نہیں ہوتی، دنیوی تعلیم بھی نہیں ہوتی جس کی وجہ سے وہ تہذیب، سلیقے اور شرافت

سے عموماً کورے ہوتے ہیں۔ اکثر لوگوں کی بیویاں دیہات میں ہوتی ہیں یا ہوتی ہی نہیں۔ لہٰذا ان سے یہ امید نہیں کی جا سکتی کہ وہ عورت سے باپ یا بھائی بن کر بات کریں گے۔

ان پڑھ، جاہل مختلف زبانوں، مختلف شہروں اور مختلف قوموں کے لوگ ہونے کی وجہ سے ان کی زبان بھی گھٹیا ہوتی ہے، اس لیے ہمارے شرفاء اپنے بچوں کو ایسے لوگوں کے بچوں کے ساتھ، اٹھنے بیٹھنے سے بچایا کرتے تھے۔ تہذیب سے گرے ہوئے الفاظ کو بازاری زبان کا نام دیا جاتا اگر کوئی چھچھوری اور کمینی حرکتیں کرتا تو اسے یہ کہہ کر منع کیا جاتا کہ یہ تو بازاری لوگوں کا طریقہ ہے۔ فاحشہ عورتوں کو بازاری عورتیں کہا جاتا۔

دورِ حاضر میں گھر کی بجائے اب تو کھانا بھی بازاروں ہی میں بیٹھ کر کھایا جاتا ہے۔ نئی نسلیں اس پر فخر محسوس کرتی ہیں کہ وہ کسی ہوٹل میں جا کر کھانا کھائیں حالانکہ ایک وقت وہ تھا کہ ہمارے بزرگ جب سنتے کہ فلاں نے بازار سے کھانا منگوایا یا بازار جا کر کھایا تو ایسے شخص کو بہت کمینہ سمجھا جاتا اور نفرت کے ساتھ بازاری کھانوں کا ذکر کیا جاتا۔

غرض بازاری کھانے، بازاری زبان، بازاری آدمی، بازاری سیاست یہ سب ہماری تہذیب میں گھٹیا پن اور کمینگی کی علامت تھیں۔ یہی وجہ ہے کہ جو مرد بظاہر دین اور تہذیب سے دور تھے وہ بھی اپنی خواتین اور بچوں کو بازار جانے سے کی اجازت نہیں دیتے تھے۔ بازاروں کی خرابیوں، آتش سامانیوں اور شیطانی چالبازیوں کے پیشِ نظر رسول اللہ ﷺ نے تاکید کی کہ جو شخص بازار جائے وہ یہ دعا

پڑھے:

لَا اِلٰـهَ اِلّا اللّٰـهُ وَحْدَهُ ، لَا شَرِيْكَ لَهُ ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ ، يُـحْـيِ وَ يُـمِيْـتُ وَهُـوَ حَيٌّ لَا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۔

”اللہ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں ، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کا ملک ہے اور اسی کے لیے حمد ہے زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور وہ زندہ ہے مرتا نہیں ہے اسی کے ہاتھ میں خیر ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔“

(ترمذی:۵/۲۹۱، حاکم:۱/۵۳۸ اور دیکھئے صحیح ترمذی:۲/۱۵۲)

سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بازار میں داخل ہوتے تو فرماتے:

بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ خَيْرَ هٰذِهِ السُّوْقِ وَخَيْرَمَا فِيْهَا وَاَعُـوْذُبِكَ مِـنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِيْهَا اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ اَنْ اُصِيْبَ فِيْهَا صَفْقَةً خَاسِرَةً (بیہقی، مشکوۃ المصابیح للالبانی، الجزء الثانی:۲۴۵۶)

”اللہ کے نام سے (میں بازار میں داخل ہوتا ہوں) یا اللہ! میں تجھ سے اس بازار کی اور جو کچھ اس بازار میں ہے اس کی بھلائی کا سوال کرتا ہوں اور اس بازار کے شر سے اور جو کچھ اس بازار میں ہے اس کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں، یا اللہ! اس بات سے تیری پناہ مانگتا ہوں کہ بازار میں کوئی گھاٹے کا سودا پاؤں۔“

عورتوں کا بازار میں جانے کا رجحان:

مذکورہ خرابیوں کے باوجود دورِ حاضر میں بازاروں میں سب سے زیادہ

تعداد عورتوں کی ہوتی ہے۔ آیئے تھوڑی دیر کے لیے اس کے اسباب پر غور کریں:

دیکھا دیکھی:

عورتیں بچوں کی طرح ایک دوسرے کی دیکھا دیکھی کام کرنا پسند کرتی ہیں خصوصًا دنیوی امور میں۔ وہ جب اپنی کسی سہیلی وغیرہ کو بازار جاتے ہوئے دیکھتی ہیں تو فورًا خود بھی بازار جا کر خریداری کرنے پر آمادہ ہو جاتی ہیں۔ سوچنے کی زحمت گوارہ نہیں کرتیں کہ بازار جانا واقعی ان کی ضرورت ہے بھی یا نہیں؟

تنہا کی بجائے جماعت بن کر جانا:

مرد جہاں کہیں بھی جائے، عمومًا تنہا جانا پسند کرتا ہے، اللہ تعالیٰ نے اسے مضبوط جسم اور راست عقل عطا کی ہے وہ اپنا فیصلہ خود کرنا جانتا ہے۔ نیز اسے تنہا ہونے کی صورت یہ خطرہ بہت کم ہوتا ہے کہ وہ کسی دھوکے باز کے دھوکے میں آ جائے گا یا کسی دشمن کے ہتھے چڑھ جائے گا۔

عورت چاہے خود کو کتنا ہی دلیر کہے، بہادر بنے، وہ گھر سے اکیلے نکلتے ہوئے گھبراتی ہے۔ لیکن وہ یہ بھی چاہتی ہے کہ بازار جاتے ہوئے مرد ساتھ نہ ہوں ورنہ وہ اسے حسبِ خواہش خریداری نہیں کرنے دیں گے اور اگر کچھ نہ بھی کہیں تو اسے خود مرد کے سامنے اپنا ہاتھ کھینچ کر رکھنا پڑے گا لہٰذا عورتیں بازار جاتے ہوئے مردوں کی بجائے عورتوں کا ساتھ پسند کرتی ہیں۔

یوں اگر ایک عورت نے بازار جانا ہو تو اوسطًا تین عورتیں اپنی پڑوسن یا بہن کو بازار جاتے ہوئے دیکھ کر اس کا ساتھ دینے کے لیے چل پڑتی ہیں۔

جس سے ان کو بہت سے نفسیاتی فائدے حاصل ہوتے ہیں مثلاً ہر چیز کو رک رک کر دیکھنا، بھاؤ تاؤ کرنا اور اس کے بعد پھر کبھی خریدنے پر معاملہ اٹھا رکھنا، چیز کے اچھے برے ہونے پر تبصرہ کرنا، باتوں باتوں میں تھکاوٹ یا جیب کے ہلکی ہونے کے احساس سے بھرے رہنا، ایک دوسری کو مشورے دے کر جس چیز کی ضرورت یا خریداری کا خیال نہیں تھا اسے بھی ضرورت کا احساس دلانا، دیگر غیر متعلقہ چیزوں، لوگوں اور مناظر کو بھی غور سے دیکھتے جانا اور ان پر بھی خیال آرائی کرتے جانا۔

مردوں کی خریداری کو ناپسند کرنا:

اکثر عورتوں کو مرد کی خریدی ہوئی چیزیں پسند نہیں آتیں، لہٰذا وہ مردوں سے بار بار کہہ کر چیزیں بدلواتی رہتی ہیں یا مرد کی خریدی ہوئی چیز میں نقص نکالتی ہیں۔ مثلاً مہنگی خرید لائے، رنگ صحیح نہیں آیا، ڈیزائن پرانا ہے، یہ نقش و نگار تو بوڑھی عورتوں والے ہیں، اس چیز کی کمرے کے ساتھ میچنگ اچھی نہیں ہو سکے گی۔ فلاں کھانے کی چیز ناقص ہے۔ غرض ایک دھاگے کی نلکی بھی خریدنا ہو تو بعض اوقات مرد بے چارہ دوکان پر جا جا کر تنگ آ جاتا ہے اور بالآخر کہہ دیتا ہے کہ جاؤ بازار جا کر حسب پسند خرید لاؤ۔

اچھی اور سستی خریداری کا زعم:

عورتیں اس خوش فہمی میں مبتلا ہوتی ہیں کہ وہ مردوں کی نسبت زیادہ اچھی اور سستی خریداری کرتی ہیں حالانکہ یہ ان کا اپنا دعویٰ ہے لیکن کوئی دوسرا ان کے اس دعوے کی تکذیب کی جرأت نہیں کر سکتا۔ جب کہ حقیقت یہ ہے

کہ عورتیں مردوں کی نسبت زیادہ قیمتیں ادا کرتی ہیں۔ دراصل دکان دار عورتوں کی نفسیات سے واقف ہوتے ہیں وہ خواتین کو شیریں زبانی کے ذریعے اپنے رعب میں لے آتے ہیں، امیر عورتوں کو تواضع کے طور پر بھی کچھ پیش کرتے ہیں۔ مطلوبہ چیز دکھانے کے ساتھ ساتھ اس کی خوب تعریف کرتے ہیں۔ قیمت بڑھا چڑھا کر بتاتے ہیں۔ پھر ''خاص'' رعائت کرتے ہوئے میڈم صاحبہ کو جو قیمت بتائی تھی اس کا چوتھائی حصہ وصول کر کے بھی دگنا نفع کماتے ہیں۔ عورتیں ایسی سیدھی ہوتی ہیں اور باتوں میں آ جاتی ہیں کہ وہ دکان دار کی چرب زبانی پر یقین کرتے ہوئے سمجھتی ہیں کہ ایک ہزار کا سوٹ اڑھائی سو میں مل گیا اور پھر ہر آنے والے کو وہ سوٹ دکھا کر اچھا اور سستا خریدنے پر داد وصول کی جاتی ہے۔

ایک سروے کے مطابق دنیا کی تراسی کروڑ خواتین کا شاپنگ شیڈول ناشتے کی طرح ہے، صرف دس فی صد خواتین شاپنگ نہیں کرتیں۔ سروے کے مطابق خواتین اپنے شوہروں کے ہاتھوں اتنا بے وقوف نہیں بنتیں جتنا دوکان دار کے ہاتھوں۔ دکان دار انہیں بہن، بیٹی، میڈم، بے بی، کہہ کر اپنا مال مہنگے داموں فروخت کرتے ہیں۔ مغرب میں اگرچہ فکس پرائز سسٹم موجود ہے لیکن یہاں بھی دکان دار عورتوں کے ساتھ ہاتھ کر جاتے ہیں۔ جب کہ تمام ممالک جہاں بارگینگ کے ذریعے خرید و فروخت ہوتی ہے وہاں دکان دار کے لیے شرح منافع بہت زیادہ ہے۔ پٹرول پمپ پر بھی عورتوں کے ساتھ ہیرا پھیری کی جاتی ہے۔ ملبوسات، جیولری، کاسمیٹکس اور تحائف

کی خریداری میں دکان دار سب سے زیادہ نفع حاصل کرتے ہیں۔

(روزنامہ نوائے وقت، ۱۵ مئی ۱۹۹۷ء)

نیو یارک میں ایک محتاط اندازے کے مطابق خواتین ۱ ملین سے ۴ ملین ڈالر ڈرائی کلینگ کے اضافی چارجز دیتی ہیں۔ آٹو کار کے ڈیلروں سے کیے گئے سروے کے مطابق ۲۱ ڈیلروں نے مردوں کے مقابلے میں عورتوں سے زیادہ قیمتیں مانگیں۔ ۸۰ ہیئر ڈریسرز سے سروے کے دوران یہ بات سامنے آئی کہ دو تہائی ہیئر ڈریسرز عورتوں سے ۲۵٪ چارجز زیادہ لیتے ہیں۔ عورتیں اوسطاً ۲۰ امریکی ڈالرز زیادہ دیتی ہیں جب کہ مرد ۱۶ امریکی ڈالرز۔ ڈرائی کلینگ کی دکان پر ایک شرٹ کا عورتوں سے ۳۰۹ ڈالر اور مردوں سے ۲.۹۱ ڈالر لیے جاتے ہیں۔ (جنگ ۳۰ اپریل ۱۹۹۳)

رنگین دنیا کی سیر کی خواہش:

یہ لوگوں کا عام تجربہ ہے کہ جس چیز سے منع کیا جائے، انسان کا وہی کرنے کو جی چاہتا ہے چونکہ اسلام عورت کو بغیر کسی مجبوری کے گھر سے باہر نکلنے کی اجازت نہیں دیتا۔ اس لیے شیطان خواتین کو بار بار کسی نہ کسی بہانے گھر سے باہر نکلنے پر اُکساتا رہتا ہے۔ بازار جانے میں شیطان مرد اور عورت کو بہت سے گناہوں میں پھانس سکتا ہے اس لیے وہ عورت کو بازار جانے کی ترغیب دیتا ہے۔

بازار جانے میں فخر محسوس کرنا:

عورتیں جب شاپر بیگ اٹھائے بازار سے گھر کو لوٹتی ہیں تو اس میں

ان کا نفس ایک عجیب سی تسکین محسوس کرتا ہے۔ عورتیں کسی اور جگہ جانے کا ذکر اتنے فخر اور چاؤ سے نہیں کرتیں، جتنے چاؤ اور فخر سے بازار جانے کا ذکر کرتی ہیں۔ پھر کئی دن تک وہ کسی نہ کسی انداز سے بازار کا ذکر کرتی رہتی ہیں مثلاً یہ کہ بازار میں فلاں زبردست قسم کی چیز آئی ہوئی ہے، یہ فیشن چل رہا ہے۔ بازار جاتے ہوئے یا واپسی پر فلاں واقعہ پیش آیا۔ بازار میں رش تھا، دکانیں بھری ہوئی تھیں۔ فلاں چیز کی سیل لگی ہوئی تھی وغیرہ۔ حالانکہ خواتین کے برعکس مرد بازار جائیں تو وہ اس انداز سے بار بار بازار کا یا چیزوں کے بھاؤ وغیرہ کا ذکر نہیں کرتے، ان کے خیال میں یہ ایک معمولی بات ہوتی ہے۔

بعض عورتیں بازار جانے کی اتنا رسیا ہوتی ہیں کہ جب تک وہ خریداری کرنے نہ جائیں انہیں چین نہیں آتا، چاہے وہ کتنی بیمار ہوں، بازار جانے کے ذکر پر ان کی توانائی عود کر آتی ہے۔

خریداری کے سو بہانے:

گھر میں یا کسی قریبی عزیز یا سہیلی کے ہاں شادی ہو تو بلا مبالغہ بازار کے سینکڑوں پھیرے لگائے جاتے ہیں۔ گھر میں کسی دوسرے کے ہاں دعوت ہو تو اس کے لیے نئے کپڑے، ہر طرح کی میچنگ کا حصول اور تحائف لینے دینے کے بہانے بازار جانا لگا رہتا ہے۔

عید، تقریبات، رمضان، قومی جشن کے دن، غیر مسلموں کی تقریبات مثلاً سالگرہ، بسنت، ویلنٹائین ڈے غرض ہر موقعے پر تحائف لینا دینا، گھر کی آرائش کرنا، کپڑے بنانا، کھانے پینے کا سامان کرنا، لازمی خیال کیا جاتا ہے

جو خریداری کے بغیر ممکن ہی نہیں ہوتا۔

عورتیں تحائف دینے کی بڑی دلدادہ ہوتی ہیں لیکن عجیب بات ہے کہ وہ اشیائے ضرورت کی بجائے اشیائے تعیش کو تحائف میں دینا پسند کرتی ہیں، لہٰذا ہر تحفے کی خریداری کے لیے بازار جانا پڑتا ہے۔ دیکھا جائے تو گھی، دال، دودھ، چاول، بستر، کپڑا، برتن وغیرہ بھی ہدیہ دیئے جا سکتے ہیں اور یہی ہدیہ دینا مسنون ہے لیکن تحفہ ایسا جو یادگار رہے، خریدنے میں نفس خوشی محسوس کرتا ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے: ہدیہ دینا اسلامی معاشرے کی روایت)

عورت کے مسجد میں جانے کی شرائط:

اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ جگہ مساجد ہیں لیکن عورت پر مساجد میں جانے پر بھی بہت سی پابندیاں عائد ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَيّمَا امْرَاَةٍ اَصَابَتْ بَخُوراً فَلَا تَشْهَدْنَ مَعَنَا الْعِشَاء۔

”جو عورت خوشبو لگائے وہ ہمارے ساتھ عشاء کی نماز میں شامل نہ ہو۔“

(سنن ابی داؤد، کتاب الترجل: ٤١٧٥)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَا تُقْبَلُ صَلٰوةٌ لِاَمْرَاَةٍ تَطِيبُ لِهٰذَا الْمَسْجِدِ حَتّٰى تَرْجِعَ فَتَغْسِلَ كَغُسْلِهَا مِنَ الْجَنَابَةِ۔

”اس عورت کی نماز قبول نہیں کی جاتی جو اس مسجد کے لیے خوشبو لگا کر نماز کے لیے آئے حتی کہ وہ واپس جا کر غسل جنابت جیسا غسل کرے“۔

(سنن ابی داؤد ، کتاب الترجل : ٤١٧٤)

سیدہ زوجہ ابو حُمید ساعدی رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ! مجھے آپ کے ساتھ نماز پڑھنا بہت پسند ہے۔ آپ نے فرمایا:

قَدْ عَلِمْتُ اَنَّكَ تُحِبِّينَ الصَّلٰوةَ مَعِيَ وَصَلَاتُكِ فِيْ بَيْتِكِ خَيْرٌ مِنْ صَلٰوتِكِ فِيْ حُجْرَتِكِ وَصَلٰوتُكِ فِيْ حُجْرَتِكِ خَيْرٌ مِنْ صَلٰوتِكِ فِيْ دَارِكِ وَصَلٰوةٌ فِيْ دَارِكِ خَيْرٌ مِنْ صَلٰوتِكِ فِيْ مَسْجِدِيْ۔

”مجھے معلوم ہے کہ تم میرے ساتھ نماز ادا کرنا پسند کرتی ہو لیکن تمہاری وہ نماز جو تم گھر کے اندرونی حصے میں ادا کرتی ہو اس نماز سے بہتر ہے جو برآمدہ میں پڑھی جائے اور برآمدہ میں پڑھی جانے والی نماز اس نماز سے بہتر ہے جو تم گھر کے صحن میں پڑھتی ہو اور صحن میں پڑھی جانے والی نماز تمہاری اس نماز سے بہتر ہے جو تم میری مسجد میں پڑھو“۔

راوی کہتے ہیں اس کے بعد زوجہ ابو حمید رضی اللہ عنہا نے اپنے گھر کی کوٹھڑی میں نماز کی جگہ مقرر کرلی اور ساری عمر وہیں نماز پڑھتی رہیں۔

(مسند احمد ،صحیح ابنِ خزیمہ)

☆ رسول اللہ ﷺ نے ایک بار دیکھا کہ مسجد سے نکلنے کے بعد راستے میں مرد اور عورت خلط ملط ہو گئے ہیں، آپ ﷺ نے عورتوں سے فرمایا:

اَسْتَاْخِرْنَ فَاِنَّهُ لَيْسَ لَكُنَّ اَنْ تَحْقُقْنَ الطَّرِيْقَ عَلَيْكُنَّ

اَسْتَاخِرْنَ فَاِنَّهُ لَيْسَ لَكُنَّ اَنْ تَحَقَّقْنَ الطَّرِيْقَ عَلَيْكُنَّ بِحَافَاتِ الطَّرِيْقِ۔

"ہٹ جاؤ ایک طرف چلو، راستے کے وسط میں چلنا تمہارا حق نہیں۔"

(سنن ابی داؤد ، کتاب الادب : ٥٢٧٣)

راوی کہتے ہیں اس کے بعد عورتیں دیواروں کے ساتھ اس طرح لگ کر چلتی تھیں کہ ان کے کپڑے دیواروں سے اٹک جاتے تھے۔

لہٰذا راستے کے وسط میں نہ چلے۔ اگر بھیڑ زیادہ ہو تو یہ خیال رکھے کہ مردوں سے نہ ٹکرائے، چاہے راستے کے کسی بھی حصے پر چلے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

لا تمنعوا اماء اللّٰه مساجد اللّٰه ولكن ليخرجن وهن تفلات

"اللہ کی بندیوں کو مسجد میں جانے سے نہ روکو لیکن انہیں چاہیے کہ وہ بغیر زینت کے مسجد کے لیے نکلا کریں۔" (ابوداؤد: ٥٥٦)

امام خطابی فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں لفظ تفلات ہے جس کا مطلب ہے ایسی عورت جس نے خوشبو نہ لگائی ہو۔

امام نوویؒ فرماتے ہیں: مختلف احادیث کی بنا پر علما نے کہا ہے کہ عورت کو مسجد جانے کی اجازت اس وقت دی جائے گی جب وہ: خوشبو لگائے ہوئے نہ ہو، زیب و زینت سے آراستہ نہ ہو، ایسی پازیب نہ پہنی ہو جس کی جھنکار سنائی دے (یا ایسا زیور جس میں آواز پیدا ہو مثلاً چوڑیاں) بھڑکیلے لباس میں ملبوس

وہ فتنہ کا باعث بنے اور نہ راستہ میں کسی فساد کا خدشہ ہو۔

(شرح مسلم ، کتاب المساجد)

عورتوں کے بازار جانے کے نقصانات:

بازار صرف دو قسم کے لوگوں کو جانا چاہیے۔ ایک شخص جس کا پیشہ تجارت ہے اور اس کا بازار میں گئے بغیر گزارہ نہیں، دوسرے وہ شخص جسے بازار سے کسی چیز کو خریدنے کی حقیقی ضرورت ہو۔ شوقیہ بازاروں میں گھومنے پھرنے، مختلف دکانوں پر اٹھنے بیٹھنے یا کھڑے ہونے، بازاروں میں کھڑے ہو کر گپ شپ لگانے سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔ جس جگہ کو اللہ تعالیٰ نے ناپسندیدہ قرار دیا ہے کوئی صاحبِ ایمان شخص وہاں جانے اور زیادہ دیر بغیر ضرورت ٹھہرنے کو کیسے گوارہ کرسکتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ بازار اصلاً مردوں کے جانے کی جگہ ہیں، بازار جانا عورت کے لیے دینی اور دنیوی لحاظ سے درجِ ذیل نقصانات کا باعث ہے:

شوقیہ مول لی ہوئی ذمہ داری:

اسلام نے اشیائے ضرورت مہیا کرنے کی ذمہ داری مرد پر ڈالی ہے۔ باپ، بھائی، خاوند، بیٹے اور دیگر رشتہ دار مردوں کی صورت عورت کو اللہ تعالیٰ نے خدمت گار مہیا کیے ہیں۔ یہ عورت کا اعزاز اور تکریم ہے کہ بازاروں اور سڑکوں پر دھکے کھانے کی بجائے اسے ہر چیز گھر میں لا کر دی جائے۔

ہمارے معاشرے میں ابھی کچھ دہائی قبل شریف گھرانوں میں یہ دستور تھا کہ مرد دکاندار سے بات کر کے مطلوبہ چیز کے مختلف نمونے گھر لے آتے

عورتیں جو پسند کرتیں وہ خرید لیا جاتا۔ بعض خواتین ایسی قانع اور سادہ تھیں کہ مرد حضرات جو کچھ لا دیتے وہ الحمدللہ کہہ کر بخوشی قبول کر لیتیں اور شکر کرتیں کہ بیٹھے بٹھائے ضرورت کی چیز مل گئی۔

دورِ حاضر میں عورتوں نے باہر کے اور بازار کے کام خود اپنے ذمہ لیے ہیں چنانچہ اب وہ سبزی سے لے کر ہر قسم کی خریداری کرنے خود جاتی ہیں۔ پانی، بجلی کے بل، بچوں کی اسکول فیس، ڈاکٹر کے ہاں جانا، غرض باہر کے سب کام عورت کرتی ہے۔ جب کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے عورت پر اس قسم کا کوئی بوجھ نہیں ڈالا اور نہ ہی اسلام نے یہ پسند کیا ہے کہ عورت گھر سے باہر نکلے۔ اسے تو یہ حکم دیا گیا

﴿وَقَرْنَ فِىْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى﴾. (الاحزاب: ٢٣)

”اور اپنے گھروں میں سکون سے ٹکی رہو اور پہلے کی جاہلیت کی طرح اپنی سج دھج نہ دکھاتی پھرو۔“

سادگی اور قناعت سے تہی دامنی:

دورِ حاضر میں عورت نے مرد کی خریداری کو ٹھکرا دیا۔ جو ملتا تھا جیسا ملتا تھا اس پر قناعت کے بجائے من پسند زیوروں، کپڑوں، جوتوں، برتنوں، صوفوں، کرسیوں وغیرہ کے حصول کے پیچھے پڑ گئی۔ اس کی قناعت رخصت ہوئی تو سادگی بھی رخصت ہوگئی۔ سادگی جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

نے فرمایا:

اَلَا تَسْمَعُوْنَ اَلَا تَسْمَعُوْنَ اِنَّ الْبَذَاذَةَ مِنَ الْاِيْمَانِ ، اِنَّ الْبَذَاذَةَ مِنَ الْاِيْمَانِ

”سن لو، سن لو! سادگی ایمان سے ہے، سادگی ایمان سے ہے۔

(ابو داؤد: ٤١٦١ ـ رياض الصالحين ، باب فضل الجوع وخشونة العيش التقليل من الماكول والمشروب والملبوس ، : ٥١٧)

ابو داؤد بیان کرتے ہیں کہ البذاذۃ سے مراد التفول ہے یعنی تزئین و آرائش نہ کرنے والا، موٹا جھوٹا پہننے والا اور خشک جلد والا۔

رسول اللہ ﷺ نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے فرمایا تھا:

كُنْ فِي الدُّنْيَا كَاَنَّكَ غَرِيْبٌ اَوْ عَابِرُ سَبِيْلٍ ۔

(صحيح بخاری ، کتاب الرقاق: ٤٤١٦)

”دنیا میں ایسے رہ جیسے کہ تو ایک پردیسی ہے یا راہ چلتا مسافر۔“

غور کیجیے! ایک مسافر کی ضرورت کتنی ہوتی ہے اور کیا ہوتی ہے۔ بازار کے چکروں نے عورت کو تکاثر کا دیوانہ بنا دیا، وہ ہر نئی چیز بغیر ضرورت کے خریدنے کے درپے رہنے لگی۔ اس نے اپنی ضروریات کو بڑھا دیا۔

شوہر سے جھگڑوں کا سبب:

اپنی بے جا خریداری اور بے جا چیزوں کے حصول کی وجہ سے اخراجات بڑھ گئے۔ غریب شوہر دن رات کمانے کی مشین بن گیا۔ پھر بھی فرمائشیں پوری نہ ہو سکیں تو اس نے رشوت، بددیانتی، ملاوٹ، جھوٹ، کم تولنے اور دیگر

کی بندی چند سادہ کپڑوں اور چند چیزوں پر قناعت کرتی تو یہ نوبت نہ آتی۔ غرض پورا گھر اپنے لیے جنت کی نعمتوں کو حرام کرنے میں مصروف ہو گیا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"وہ گوشت اور خون جو حرام سے پرورش پائے اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔"

(بیھقی ، مشکاۃ للبانی ، باب الکسب طلب الحلال : ۲/۷۸۲۔ جنت کا بیان)

مال کا ضیاع:

بازار میں مصنوعات کی کثرت اور تنوّع (ورائٹی) کی اس قدر بھرمار ہے کہ الاماں۔ جو شخص ایک بار بازار چلا جائے۔ اسے چم چم کرتی چیزیں دیکھ کر ان کی ضرورت محسوس ہونے لگتی ہے۔ حالانکہ اگر وہ ان چیزوں کو نہ دیکھتا تو نہ ان کی خریداری کا خیال آتا، نہ ضرورت محسوس ہوتی۔ عورتیں نئی چیز دیکھ کر رہ ہی نہیں سکتیں لہٰذا وہ اندھا دھند خریداری کر کے مال ضائع کرتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

﴿كُلُوْا وَاشْرَبُوْ وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ﴾

(الاعراف : ۳۱)

"کھاؤ اور پیو اور اسراف نہ کرو بے شک اللہ فضول خرچی کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔"

وقت کا ضیاع:

ایک مسلمان کے پاس ایک ایک منٹ قیمتی ہے۔ اس نے اپنے خالق کے سامنے وقت کا حساب پیش کرنا ہے۔ خواتین بازار جا کر وقت کا کثیر حصہ

ضائع کر دیتی ہیں۔ بعض اوقات صرف رنگ ملانے (میچنگ کرنے) کے لیے چند گرہ جھالر، دھاگے کی نلکی یا بٹن کی تلاش میں پورا بازار چھان مارتی ہیں جب تک حسبِ پسند رنگ نہ ملے نہ تھکتی ہیں نہ ہار مانتی ہیں۔ جب کہ اسلام نے میچنگ کا قطعاً کوئی تصور نہیں دیا، میچنگ دورِ حاضر میں پیسہ، وقت اور صلاحیتیں ضائع کرنے کے سوا اور کچھ بھی نہیں۔

شیطان کا عورت کو خوش نما کر کے دکھانا:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَلْمَرْاَةُ عَوْرَةٌ فَاِذَا خَرَجَتْ اَسْتَشْرَفَهَا الشَّيْطَانُ ۔

''عورت پوری کی پوری پردے میں رہنے کی چیز ہے، جب وہ گھر سے باہر نکلتی ہے تو شیطان اسے دوسروں کی نظروں میں اچھا (خوب صورت) کر کے دکھاتا ہے۔'' (صحيح سنن ترمذي للالباني، الجزء الاول ٩٣٦)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَا تَرَكْتُ مِنْ بَعْدِيْ فِتْنَةً اَضَرَّ عَلَى الرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ ۔

''میں نے اپنے بعد مردوں کے لیے عورتوں سے زیادہ بڑا ضرر رساں فتنہ نہیں چھوڑا۔''

(صحیح بخاری، کتاب النکاح: ٥٩٩٦ ۔ مسلم ۔ ٢٧٤٠ ۔ ابن ماجہ: ٣٩٩٨)

دورِ حاضر میں بڑھتی ہوئی بے حیائی اور بے دینی کا سب سے بڑا سبب عورت کا گھروں سے باہر نکل کر عوامی مراکز پر قبضہ کر لینا ہے۔

ضرورت کے وقت بازار جانا:

اسلام نے عورت کو ضرورت کے وقت باہر جانے کی اجازت دی ہے مگر بہت سی پابندیوں کے ساتھ، جو درجِ ذیل ہیں:

☆ عورت میلے اور معمولی کپڑوں کے ساتھ باہر جائے چاہے عید کی نماز کے لیے یا کسی شادی کی تقریب میں ہی جانا ہو۔

☆ اپنے پورے جسم، چہرے اور زیور کو اور اگر مہندی لگی ہوئی ہے تو ہاتھ اور کپڑوں کو بھی ایک ایسے بڑے کپڑے، چادر، برقعے وغیرہ سے ڈھانپ لے، جس کا رنگ نہ تو دل کش ہو، نہ اس پر کوئی ڈیزائن ہو، نہ باریک ہو، نہ اس پر گھوٹے، طلے، کڑھائی، سنجاف، جھالر وغیرہ کی آرائش ہو۔

☆ شام کے اندھیرے میں نہ نکلے کیوں کہ رات کے اندھیرے میں شر ہوتا ہے، اور اللہ تعالیٰ نے سورہ فلق میں اس شر سے پناہ مانگنے کی تلقین کی ہے۔ ویسے بھی رات سونے کے لیے ہے نہ کہ کام کاج کے لیے۔ دورِ حاضر میں شہروں میں شام اور رات میں اندھیرے کے بجائے چکاچوند روشنیاں ہوتی ہیں۔ جو ہر چیز کو زیادہ روشن کر کے اور زیادہ خوب صورت کر کے دکھاتی ہیں۔ مثلاً تقریبات رات کو ہوتی ہیں اور ان میں روشنیاں بھی ہوتی ہیں بلکہ روشنیوں کے لیے ہی رات کو تقریبات رکھی جاتی ہیں۔ ایسی جگہوں پر جانے سے اجتناب کرے۔

☆ رسول اللہ ﷺ نے عورتوں سے فرمایا:

”ایک طرف چلو، راستے کے وسط میں چلنا تمہارا حق نہیں۔“

(سنن ابی داؤد ، کتاب الادب :۵۲۷۳)

لہٰذا راستے کے وسط میں نہ چلے۔ اگر بھیڑ زیادہ ہو تو یہ خیال رکھے کہ مردوں سے نہ ٹکرائے، چاہے راستے کے کسی بھی حصے پر چلے۔

☆ اگر عورت کا دور نزدیک کوئی ایسا ذمہ دار مرد نہ ہو جو اسے ضرورت کی چیزیں لا کر دے تو وہ بازار جا سکتی ہے۔ بشرطیکہ ضروری خریداری کرے اور درجِ بالا امور کا خیال رکھے۔ اگر عورت کا کوئی کمانے والا نہیں اور وہ بازار جا کر اپنے ہاتھوں سے تیار کی ہوئی اشیاء کسی دکان پر رکھواتی ہے تو یہ بھی اس کی مجبوری ہے، وہ ایسا کر سکتی ہے۔

☆ عورت جب بھی گھر سے باہر نکلے، کوشش کرے کہ اس کے ساتھ کوئی نہ کوئی مرد یا لڑکا ہو ورنہ کسی شریف اور باحیا عورت کو ساتھ لے لے۔

☆ کسی بھی فیشن ایبل، بے پردہ، عورت کے ساتھ بازار نہ جائے۔

☆ بازار جانے کی حقیقی ضرورت ہو تو مرد کو ساتھ لے لے، مرد ہی دکان دار سے بات کرے وہی بھاؤ تاؤ کرے۔ خود عورت بات کرنے سے گریز کرے۔

ضرورت کیا ہے:

ضرورت وہ چیز ہے جس کے نہ ہونے سے جان، مال، آبرو وغیرہ کو ضرر پہنچنے کا اندیشہ ہو۔ مثلاً ایک شخص کی ضرورت ہے کہ اسے دن میں ایک بار یا دو بار کھانا مل جائے تا کہ اس کی صحت ٹھیک رہے اور توانائی بحال رہے، وہ عبادات اور معاملات کو دل جمعی اور ہمت کے ساتھ انجام دے سکے۔ اس

کے برعکس جو شخص دن کا کثیر حصہ معمولی کھانے کی بجائے پر تکلف کھانے پکوانے اور مرغن کھانے کھانے میں مگن رہتا ہے وہ یقیناً کھانے پر ضرورت سے زائد، وقت، محنت اور پیسہ صرف کر رہا ہے بلکہ یہ سب خرچ کر کے وہ اس کھانے سے تندرستی کی بجائے بیماری مول لیتا ہے۔ پھر وہ اس بیماری کو دور کرنے پر پیسہ صرف کرتا ہے۔

خواتین اپنی خریداریوں پر نظر ثانی کریں۔ پتا چلے گا کہ ایک بار گلاس خریدے ہوئے اگر وہ کسی دھات کے بنے ہوئے ہیں تو نسلوں تک چلتے رہیں گے۔ مزید خریدنے کی نوبت نہیں آئے گی۔ اگر بستر ایک دفعہ بنایا ہے تو کئی سال تک نہیں پھٹے گا۔ اگر لباس ایک بار تیار کر لیا ہے تو اونی یا نا ئلن کا ہونے کی صورت میں چھ سات سال تک چلے گا البتہ سوتی ہے تو پھر کم مدت چلے گا۔ غرض ضرورت کی اکثر چیزیں سوائے کھانے پینے کے ایک بار تیار کر لیں تو بار بار خریدنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

(دیکھیے: اشیائے ضرورت کا اسلامی معیار)

یہی وجہ ہے کہ ہمارے اسلاف بار بار خریداری نہیں کرتے تھے۔ دور حاضر میں گزرے زمانے کی چیزوں کو ثقافتی ورثہ کے طور پر خریدا اور محفوظ کیا جاتا ہے ان کو شو پیس کی صورت میں گھروں میں سجایا جاتا ہے لیکن آباؤ اجداد کے بنائے ہوئے برتن چارپائیاں، بستر وغیرہ کو ردی سمجھ کر پھینک دیا جاتا ہے اور ان کی جگہ پر جدید ماڈل کی مہنگی ترین چیزیں خرید کر شوق پورا کیا جاتا ہے۔

امیر شہر کی ذمہ داری:

رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں ایک مسلمان عورت یہودی سنار کی دکان پر گئی۔ یہودیوں نے شرارت سے اس کا کپڑا پیچھے سے باندھ دیا، جب وہ اٹھی تو اس کا ستر کھل گیا۔ ایک مسلمان یہ سب دیکھ رہا تھا۔ اس کی غیرت اپنی مسلمان بہن کی یہ حالت دیکھ کر تڑپ گئی، نتیجہ یہ کہ یہودیوں نے اسے شہید کر دیا۔

اس سے یہ بھی پتا چلتا ہے کہ بازاروں میں عورتوں کو چھیڑنے کا کام یہودی اور منافق تب بھی کرتے تھے۔ رہے مسلمان تو عہدِ رسالت میں صحابہ کرام دل کی پوری آمادگی اور خوشی سے اسلامی احکام و آداب پر عمل کرتے تھے لہٰذا نہ تو مسلمان عورت پر نگاہِ غلط ڈالتے تھے اور نہ عورتیں بلا ضرورت گھروں سے نکلتی تھیں۔ وہ گھر سے باہر نکلنے کے بہانے نہیں ڈھونڈتی تھیں بلکہ ان کی خواہش ہوتی تھی کہ وہ گھر میں بیٹھ کر ربّ اکرم کے فرمان ﴿وَقَرْنَ فِىْ بُيُوْتِكُنَّ﴾ ”اور اپنے گھروں میں ٹکی رہو۔“ (الاحزاب: ۳۳) پر عمل کرنے کا اجر و ثواب سمیٹتی رہیں، انھیں اپنی خواہش کے بجائے ربّ قدیر کی رضا محبوب تھی۔

خلفائے راشدین نے اپنے اپنے عہدِ خلافت میں بازاروں میں محاسب مقرر کیے جو ہر ممنوع کام سے لوگوں کو روکتے تھے اور بھلے کاموں پر عمل کرواتے تھے۔ وہ مردوں عورتوں کو خلط ملط ہونے سے روکتے، دھوکہ دہی کرنے اور قسمیں کھا کر مال بیچنے پر سزا دیتے، نماز کے وقت کاروبار بند کروا کر نماز پڑھنے کے لیے سب کو مساجد میں بھیجتے، کسی عورت کا بھڑکیلا

لباس ہوتا تو اس کو ڈانٹ کر واپس گھر بھیجتے، اگر کوئی عورت خوشبو لگا کر آتی تو اسے گھر جا کر غسلِ جنابت جیسا غسل کرنے کی تاکید کرتے۔

اپنے عہدِ خلافت میں ایک بار سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اَلَا تَسۡتَحۡيُوۡنَ فَاِنَّهٗ بَلَغَنِيۡ نِسَاءَكُمۡ يَخۡرُجۡنَ فِي الۡاَسۡوَاقِ يُزَاحِمۡنَ الۡعَلُوۡجَ۔

''کیا تمہیں شرم نہیں آتی، مجھے اطلاع ملی ہے کہ تمہاری عورتیں بازاروں میں جاتی ہیں اور وہاں ان کی کفار سے مڈبھیڑ ہوتی ہے۔

(مسند احمد، ح:۱۱۱۸، عورت اسلامی معاشرے میں ص ۳۸۰)

امام ابنِ قیم نے شریعت ہی کی روشنی میں یوں وضاحت کی ہے: حاکم کا فرض ہے کہ وہ بازاروں، کھلے مقاموں اور مردوں کے مجمعوں میں مردوں کو عورتوں کے ساتھ خلط ملط ہونے سے باز رکھے۔ اس لیے کہ امام اس سلسلے میں اللہ کے ہاں جواب دہ ہے کیونکہ یہ ایک بہت بڑا فتنہ ہے۔ (اور فتنہ کی روک تھام امام پر لازمی ہے)۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے اپنے بعد مردوں کے لیے عورتوں سے بڑھ کر کوئی فتنہ نہیں چھوڑا۔ ایک دوسری حدیث میں آپ نے عورتوں سے فرمایا: تمہیں راستوں کے کناروں پر چلنا چاہیے۔

امام کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ وہ عورتوں کو آراستہ پیراستہ ہو کر نکلنے سے منع کرے اور ایسے کپڑوں میں ملبوس ہو کر نکلنے کی اجازت نہ دے جس کے پہننے کے بعد بھی وہ عریاں معلوم ہوتی ہیں۔ مثلاً ضرورت سے زیادہ چوڑے چوڑے اور باریک کپڑے اور راستوں میں عورتوں کو مردوں سے گفتگو کرنے

اور مردوں کو عورتوں سے گفتگو کرنے سے بھی روکنا ضروری ہے۔ بعض فقہا کی یہ رائے بھی درست ہے کہ جب عورت بن سنور کر نکلے تو امام کو یہ حق حاصل ہے کہ روشنائی وغیرہ سے اس کے کپڑے خراب کردے، یہ بہت ہلکی سزا ہے۔ اگر عورت بار بار بلا ضرورت گھر سے باہر گھومنے لگے خصوصًا بھڑکیلے لباس میں تو امیر کو قید کرنے کا بھی حق حاصل ہے بلکہ عورتوں کو اس حالت میں چھوڑ دینا ان کے ساتھ معصیت میں تعاون کرنے کے مترادف ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے بھی عورتوں کو مردوں کو ساتھ راستوں میں خلط ملط ہونے سے روک دیا تھا۔ اس معاملے میں حاکم کو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی اقتدا کرنا ضروری ہے۔

(عورت اسلامی معاشرے میں ص: ۳۸۳)

دورِ حاضر میں عورتوں کو بازار جانے اور بن سنور کر نکلنے پر پابندی کرنے کی ذمہ داری ان کے اپنے خاندان کے مردوں پر بھی عائد ہوتی ہے اور منتظمینِ شہر پر بھی۔ اگر یہ سب لوگ اپنی اپنی جگہ اپنا فریضہ ادا نہیں کرتے تو یہ گناہِ کبیرہ کے مرتکب ہیں اور اللہ کے ہاں جواب دہ بھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ثَلَاثَةٌ "لَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ" اَلْعَاقُّ لِوَالِدَيْهِ وَالدَّيُّوثُ وَرَجُلَةُ النِّسَاءِ۔

"تین آدمی جنت میں داخل نہیں ہوں گے (۱) والدین کا نافرمان (۲) دیوث (۳) عورتوں کی مشابہت اختیار کرنے والے مرد۔"

(صحیح الجامع الصغیر، للالبانی، الجزء الثالث: ۳۰۵۸۔ کتاب النکاح از محمد اقبال کیلانی)

دیوث اس شخص کو کہتے ہیں جس کی بیوی یا گھر کی عورت کے پاس نامحرم مرد آئیں یا اس کی بیوی نامحرم مردوں میں بے پردہ بناؤ سنگھار کر کے گھومتی پھرے لیکن مرد کو غیرت نہ آئے اور اسے منع نہ کرے۔

خود عورت کو بھی چاہیے کہ وہ اسلام کی دی ہوئی صفات سادگی اور قناعت اختیار کرے اپنے مردوں کے ذریعے ضرورت کی اشیاء منگوالیں کہ یہی رب کریم کو پسند ہے۔

وما توفیقی الا باللہ

ہماری مطبوعات

لفظ خدا کا استعمال کیوں نہیں
بسم اللہ دعا دوا شفا
زندہ کا مردہ کے لیے ہدیہ اور قرآن خوانی
ہجرت کی راہیں قدم بہ قدم، منزل بہ منزل
علیم و خبیر کے نام خطوط
خطوط مسعود (حصہ اول)
مدینہ منورہ اسماء اور فضائل
شہادتین..... توحید و رسالت
شہادت گہ الفت میں
مسلمانوں کا فکری اغوا
نصابی صلیبیں
طاؤس و رباب
لواء الجہاد
والفجر
ٹی وی گھر میں کیوں؟
نام اور القاب قرآن و سنت کی روشنی میں
تصویر ایک فتنہ
غیر مسلموں کی کمپنیاں اور ہم
پتنگ بازی موسمی تہوار یا
شب برات
ویلنٹائن ڈے
کرکٹ
اپریل فول

معاشرتی مسائل

بیوہ کی عدت
نسوانی بال اور ان کی آرائش
صنف مخالف کی مشابہت
اشیائے ضرورت کا معیار

منگنی اور منگیتر
غض بصر اور مرد حضرات
رشتے کیوں نہیں ملتے
بری اور بارات
بہو اور داماد پر سسرال کے حقوق
دیور اور بہنوئی
عورت اور میکہ
ساس اور بہو
سوتیلی ماں اور اولاد
عورت وفات سے غسل و تکفین تک
مسائل طہارت اور خواتین
ستر و حجاب اور خواتین
سیدہ خدیجہ بحیثیت زوجۃ النبی ﷺ
نکاح کوئز

بچوں کے لئے

ممتا کے بول (لوریاں)
اسوہ رسول اور کمسن بچے (ترمیم شدہ ایڈیشن)
ننھے حارث کا خواب
حروف کے درمیان مقابلہ بیت بازی
پیارے نبی ﷺ کے ردیف صحابہ (ساتھ سوار ہونے والے
رحمۃ للعالمین کی جانوروں پر شفقت
پورا تول
وہ چاول تھے
چوزہ کہانی
تاج پوشی
دو خط
اور نقطو نگڑا ہار گیا
تین حروف

مشربہ علم وحکمت

ندیم ٹاؤن ڈاکخانہ اعوان ٹاؤن لاہور